

میتھ ماوری

رسول بے لفظ

حافظ بخاری علامہ سید عبدالصمد حشری قدس سرہ

کتاب نمبر
ذخیرہ مکتبہ
میتھ عباس قادری رحمتی



مکتبہ صمدیہ
پہپھوند شریف ضلع اورنگ



و من يتوكل على الله فهو حسبه

بفضلہ تعالی رسالہ متبرکہ کہ نامش

افادات صمدیہ راد شکوک و اہیہ نجدیہ

است و ہمین است تاریخ تالیفش مولوی عبدالصمد صاحب

سہسوانی تلمیذ جناب جامع محاسن و مفاخر باطن و ظاہر

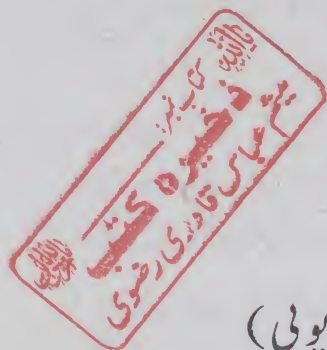
حضرت مولانا محمد عبدالقادر البدایونی مسکن

والحنفی مذہب و القادری مشربا

ادام اللہ فیوضہ

ناشر

مکتبہ صمدیہ پھچھوند شریف، ضلع اوریا (یوپی)



- کتاب..... رسول بے نظیر (افادات صدیہ، مناظرہ صدیہ)
- مصنف..... حافظ بخاری سید عبدالصمد مودودی چشتی قدس سرہ
- کمپوزنگ..... محمد غلام حسن، علی رضا مصباحی
- جی۔ اے کمپوزنگ سینٹر ۲۲۹۸ حویلی مرزا غالب،
گلی قاسم جان، بلیماران، چاندنی چوک، دہلی-۱۱۰۰۰۶
- پروف ریڈنگ..... مولانا محمد احمد مصباحی چشتی، مولانا امیر الحسن چشتی
- صفحہ ۲۸
- سن اشاعت..... دسمبر ۲۰۰۲ء، شوال المکرم ۱۴۲۳ھ
- تعداد اشاعت..... ۱۱۰۰
- باہتمام..... انجمن حافظ بخاری پھونڈ شریف ضلع اوریا (یو پی)
- ناشر..... مکتبہ صدیہ پھونڈ شریف ضلع اوریا (یو پی)
- فون نمبر..... 40311 — 40317 (05683)
- قیمت..... Rs. 25.00

ملنے کے پتے

- * کتب خانہ امجدیہ ۴۲۵، ٹی اے، جامع مسجد، دہلی-۶
- * نیو سلور بک اجنسی، محمد علی روڈ، بھنڈی بازار، بمبئی-۳
- * مکتبہ اہل سنت و جماعت، عقب مسجد چوک حیدر آباد (اے۔ پی)
- * کلیم بکڈ پو، تین دروازہ، احمد آباد (گجرات)

رسول بے نظیر

حضور حافظ بخاری علیہ الرحمۃ الباری کی تصنیف ”افادات صدیہ“ جس میں مولوی امیر حسن سہسوانی کے اس مذوم اور گمراہ کن عقیدہ کا رد کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مثل چھ اشخاص چھ طبقات زمین میں موجود ہیں۔ اور خبر آباد شریف ضلع سیتاپور میں مولوی امیر حسن سے اسی مذموم عقیدہ شش مثل سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر مناظرہ ہوا۔

لہذا ان دونوں رسالوں یعنی ”افادات صدیہ“ اور ”مناظرہ صدیہ“ کو ایک ہی جلد میں منظر عام پر لایا جا رہا ہے اور ان دونوں کو ”رسول بے نظیر“ کے نام سے شائع کیا جا رہا ہے۔

ڈاکٹر

عرض نا شر

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

آج سے تقریباً ڈیڑھ سو سال پیشتر ایک آفتاب رشد و ہدایت، ماہتاب علم و فن، منصبہ شہود پر جلوہ گر ہوا تھا، جس نے کفر و ضلالت کی تیرہ شی میں حقانیت و صداقت کی ایک شمع روشن کی تھی، جسکی ایمانی اور روحانی شعائیں آج بھی عالم کو روشن و تابناک بنائے ہوئے ہیں اور جسکا فیضان کرم ساون بھادوں کے بادلوں کی طرح آج بھی برس رہا ہے جس سے مراد اعلم علمائے زمانہ صدر مجلس علمائے اہلسنت حافظ بخاری سید شاہ عبدالصمد چشتی مودودی قدس سرہ النورانی کی ذات والا صفات ہے۔

آپ کی علمی وجاہت، میدان تبلیغ و مناظرہ میں درک و کمال، تقویٰ و تقدس اور دینی و مذہبی خدمات کو دیکھ کر آپ کے دور کے مفتخر و ممتاز علمائے کرام نے آپ کو علمائے اہلسنت کی مجلس کا صدر منتخب فرمایا تھا یہ اس وقت کی بات ہے جب ندوۃ العلماء لکھنؤ کے اراکین میں گمراہیت و بد مذہبیت نے جنم لے لیا تھا اور پھر علمائے حق نے اس سے بیزاری اور علیحدگی کا اعلان فرمایا تھا۔ آپ نے اسلام و سنت اور مذہب حق کے خلاف تخریب کاری اور ریشہ دوانی کرنے والی

گمراہ جماعتوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا بالخصوص فرقہ رافضیہ شیعہ، فرقہ اسماعیلیہ وہابیہ، فرقہ اہلحدیث (غیر مقلد) یہ فرقہ باطلہ آپ کے دور میں بڑے عروج پر تھے اور سیدھے سادھے بھولے بھالے سنی مسلمانوں کے متاع دین و ایمان پر شب و روز ڈاکہ ڈالنے میں لگے رہتے تھے۔ آپ نے ان کے عقائد فاسدہ و افکار کاسدہ کو طشت از بام کر کے اہلسنت و جماعت کی حق و ہدایت کی جانب راہ نمائی فرمائی۔ ان فرق باطلہ کے رد میں آپ کا قلم حق رقم تو بڑا سیال و موثر واقع ہوا تھا قرآن و حدیث اور ائمہ اعلام کے اقوال و ارشادات سے ان کے غیر اسلامی افکار و خیالات کی تیغ کنی ایسے اچھوتے اور نرالے انداز سے فرماتے ہیں کہ مخالفین و معاندین کو مجال دم زدن باقی نہیں رہتی اور اپنے مذہب و عقیدے کے احقاق و اثبات میں دلائل و براہین کے ذریعہ چن چن کر آبدار و تابدار موتی کچھ اس طرح سجاتے ہیں کہ آنکھیں خیرہ اور دل تسلیم کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

آپ نے مذکورہ باطل فرقوں کے رد میں متعدد علمی، تحقیقی اور گرانقدر کتابیں تصنیف فرمائیں جنکی تفصیل اس طرح ہے۔

’ارغام الشیاطین‘، ’حق الیقین‘، ’تبعید الشیاطین‘، ’افادات صدیہ‘، ’نصر المسلمین‘، ’طوارق صدیہ‘، ’جمعہ تلیسات صواعق‘، ’نصر السنین‘، ’نمونہ وہابیوں کی شعبدہ بازیوں کا‘، ’تکملہ‘ یہ تمام تر کتابیں کسی نہ کسی گمراہ جماعت کے رد و ابطال میں معرض وجود میں یا پھر کسی رسالہ کے جواب میں لکھی گئیں، ہم ذیل میں مختصراً ان کتابوں کا جائزہ لیتے ہیں اور چند سطروں میں ان کا پس منظر پیش کرتے ہیں۔

ارغام الشیاطین :

یہ کتاب اثبات السنۃ کے جواب میں لکھی گئی مولوی عمار علی بھرتپوری نے اپنی اس کتاب میں اپنی ساری علمی توانائی متعہ کے اثبات میں صرف کردی حضرت حافظ بخاری قدس سرہ نے قرآن و حدیث اور اقوال ائمہ فقہاء سے یہ ثابت فرمایا کہ متعہ حرام ہے بظاہر یہ کتاب تصرف بحث متعہ سے متعلق معلوم ہوتی ہے مگر حضرت مصنف نے ضمنی طور پر تمام اصول مسائل شیعہ کی بڑے دلچسپ انداز میں تردید فرمائی۔ اپنے عنوان پر یہ ایک انتہائی مبسوط مدلل اور بڑی جامع کتاب ہے رد متعہ میں شاید ہی ایسی کتاب اب تک منظر عام پر آئی ہو۔

حق الیقین:

نواب صدیق حسن خاں بھوپالی کے رسالہ کلمۃ الحق کے جواب میں یہ آپکا علمی اور قلمی شاہکار ہے جس میں آپ نے جماعت نجدیہ وہابیہ کے باطل مزخرفات کی ایسی سیخ کنی فرمائی کہ جس سے ان کے ایوان میں ایک دم سناٹا چھا گیا اور مسکت ولا جواب ہو کر رہ گئے۔

تبعید الشیاطین :

بظاہر یہ کتاب مولوی محمد احسن نانوتوی کے رسالہ تہذیب الایمان کا رد ہے مگر حضرت مصنف علام نے اس میں اولاً ابن تیمیہ کی فکری آوارگی، ذہنی کج روی اور فریب کاری کو طشت از بام فرمایا نیز ابن تیمیہ کے شیطانی عقائد مثلاً رسول کریم ﷺ کے مزار مقدس کا سفر بہ نیت زیارت کرنا شرک ہے۔ توسل بالرسول ناجائز و حرام ہے آپ نے قرآن و حدیث اور اقوال سلف سے یہ ثابت فرمایا کہ ابن تیمیہ کے یہ عقائد قرآن و حدیث کے خلاف ہیں اور پھر عقیدہ حقہ کے جواز پر دلائل و براہین کے انبار لگا دیئے۔

افادات صمدیہ :

یہ کتاب مولوی امیر حسن سہوانی کی کتاب افادات تراہیہ کا جواب ہے جس میں مولوی امیر حسن نے تحقیق امثال حضور اکرم ﷺ کو ثابت کرنے کی مذموم و ناپاک کوشش کی تھی۔

نصر المسلمین :

یہ کتاب ڈپٹی نذیر احمد دہلوی کے رسالہ امداد المسلمین کا رد ہے ڈپٹی نذیر احمد نے اپنے رسالہ میں عمل مولود و قیام کو حرام بتایا تھا آپ نے محفل مولود شریف کے جواز و استحسان کو دلائل عقلیہ اور نقلیہ کی روشنی میں ایسے اچھوتے و نرالے انداز میں پیش فرمایا کہ پڑھنے کے بعد طبیعت جھوم جھوم اٹھتی ہے۔

طوارق صمدیہ و جمعه تلخیصات صواعق :

حضرت علامہ فضل رسول بدایونی کی تصنیف البوارق الحمد یہ کے جواب میں مولوی بشیر الدین قنوجی نے الصواعق الالہیہ نامی رسالہ لکھا جس کے جواب میں حضرت حافظ بخاری قدس سرہ العزیز نے یہ دونوں کتابیں تصنیف فرمائیں اور دہابیوں کی دسیسہ کاری، دجل و مکر اور ان کے تلخیصات کو ایسا واضح اور روشن کر دیا کہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو گیا۔

نصر السنین :

ڈپٹی نذیر احمد نے حضرت حافظ بخاری کے رسالہ نصر المسلمین کا رد بنام امداد السنین لکھا تھا حضرت مصنف علام نے اس کے رد میں نصر السنین نامی رسالہ تحریر فرما کر ان کو ایسا دندان شکن جواب دیا کہ دوبارہ پھر ان میں مقابلہ کی تاب و توان باقی نہ رہی اور مسکت و لا جواب ہو کر ایسا خاموش ہوئے کہ جیسے سانپ سو گھ گیا ہو۔

مذکورہ کتابوں کے علاوہ اور بھی آپ کی کئی تصانیف ہیں جو فی الوقت دستیاب نہ ہو سکیں انکی تلاش و جستجو کا کام جاری ہے۔

میری دیرینہ تمنا تھی کہ حضرت حافظ بخاری قدس سرہ کی جملہ تصنیفات منظر عام پر لائی جائیں تاکہ لوگ آپ کی علمی وجاہت اور دینی و مذہبی خدمات سے روشناس ہوں آپ کے پاکیزہ کردار، عمدہ اطوار اور صالح افکار سے واقف ہوں۔ آپ کی کتابوں کا مطالعہ کر کے منکرین و مخالفین کے گمراہ کن ہتھکنڈوں سے اپنے دین و ایمان کو بچا سکیں۔

لیکن بقول اعلیٰ حضرت ع: اے رضا ہر کام کا اک وقت ہے۔

آخر کار آپ کے جشن صد سالہ کا پروگرام انجمن حافظ بخاری کے زیر اہتمام مرتب ہوا، انجمن حافظ بخاری کے ذمہ دار و متحرک و فعال افراد نے آپ کی کتابوں کو پہلی فرصت میں منظر عام پر لانے کا فیصلہ کیا گویا کہ آپ کا جشن صد سالہ آپ کے تحریری و تقریری کارناموں کے منظر عام پر آنے کا ذریعہ بن گیا اور برسوں سے دل میں کروٹیں بدلنے والی ایک آرزو کی تکمیل کا سبب بھی۔ حضور قبلہ عالم حافظ بخاری قدس سرہ سے خیر آباد شریف ضلع سیتاپور میں مولوی امیر احمد ابن مولوی امیر حسن سہوانی کا عقیدہ شش مثل سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر مناظرہ ہوا۔ یہ مناظرہ ۲۷ ذی الحجہ ۱۴۸۹ھ کو جناب منشی برکت علی خاں صاحب مرحوم کے مکان پر ہوا تھا جس کا چشم دید حال حضرت مولانا نعمان احمد صاحب نے تحریر فرمایا اور حضرت مولانا محمد حفیظ اللہ صاحب کی خواہش پر رسالہ کی شکل میں طبع ہوا اس جشن صد سالہ کے موقع پر اس رسالہ مناظرہ صمدیہ کی اشاعت بھی ضروری محسوس ہوئی لہذا اس کو بھی دیگر کتب کی طرح من و عن شائع کیا جا رہا ہے۔ ۴

اولاً تو یہ ارادہ تھا کہ آپ کی تصنیفات کو موجودہ مروجہ زبان میں صاف و شستہ اور عام

فہم انداز میں پیش کیا جائے تاکہ عوام و خواص ان سے بھرپور فائدہ اٹھاسکیں اور کسی طرح کی دقت کا سامنا نہ ہو اور بعض کتابوں کی تسہیل و ترجمہ کا کام محبت گرامی حضرت علامہ مولانا مفتی عبدالحکیم صاحب نوری (ایم۔ اے) مہتمم علامہ فضل حق اکیڈمی پرتاول چوک ضلع مہراج گنج نے بڑی جانفشانی اور عرق ریزی سے کیا اور اپنا قیمتی وقت اس کام میں صرف کر کے جھکواپنا احسان مند بنالیا، میں حضرت موصوف کا شکریہ ادا کرنے سے قاصر ہوں، اللہ تعالیٰ بطفیق حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ان کو اس کی جزا عطا فرمائے (آمین)۔

مگر بعض اہل علم احباب کے مشوروں کی بنا پر فی الحال یہ ارادہ ملتوی کر دیا گیا اور کتابیں من وعن بغیر کسی کمی و بیشی اپنی اصل و قدیم عبارت کے ساتھ پریس کے حوالہ کی جا رہی ہیں انشاء اللہ اگلے ایڈیشن میں تمام کتابیں تسہیل و ترجمہ اور جدید طرز پر پیش کی جائیں گیں۔

وما توفیقی الا باللہ و هو حسبی و نعم الوکیل

سید محمد مظہر چشتی

(سکریٹری انجمن حافظ بخاری)

۲۵ شعبان المعظم ۱۴۲۳ھ جمعۃ المبارک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فائدہ جلیلہ

کبراء نجدیہ کا کلام بحث امتناع و امکان مثل میں سخت مضطرب و پریشان مانا بہذیان تھا۔ دلیل دعویٰ سے بیگانہ تقریب کلام نا تمام کہیں کچھ کہیں کچھ ایک مقام میں جس امر کے انکار پر اصرار اسی تحریر میں دوسری جگہ اس کا اقرار و اظہار عمدہ ترین رسائل اس بحث میں نجدیہ کے نزدیک رسالہ کلام الفاضل ہے تصنیف مولوی حیدر علی ٹوکنی کا حال اس کی خرابیوں و پریشانیوں کا تبکیّت النجدی سے ظاہر ہوا اس تحریر و تصحیح ترجمان کبراء نجدیہ سے سبب اس اضطراب و تہافت کا ظاہر ہو گیا وہ یہ کہ اصل مقصد و معتقدان کا بھی امکان وقوعی مثل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھا اور صراط المستقیم میں جو عصمت اور دجی اور مکالمہ حقیقی اور ہم استادی انبیاء مبادی وغیرہ کے تمہید کی ہے غایت اس کی موقوف اس عقیدہ پر تھی مگر ان لوگوں نے کسی جہت اور رعایت مصلحت سے صراحتہ نقول کیا اور مضطربانہ امتناع بالغیر اور امتناع شرعی کا پردہ رکھا اور مرکوز خاطر اس کا خلاف تھا اور کہیں کہیں پردہ کا کنارہ اٹھایا اس ترجمان نجدیہ نے اگرچہ دعویٰ میں اور آخر کلام میں دھوکا اور پردہ ممنوع بالغیر کا رکھا مگر دلیل ثالث میں عقیدہ دلی نجدیہ کا ظاہر کر دیا اور لکھا اس صورت میں امکان مثل کیا بلکہ سات مثل موجود و متحقق عالم میں ہیں فقط۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين و الصلوة و السلام على سيد المرسلين خاتم النبيين سيدنا مولانا محمد و على آله و اصحابه و احبابه اجمعين .

رسالہ افادات تریبہ مصححہ و مرسلہ میاں امیر حسن سہوانی کا کہ استاد الاستاد ہیں اس شخص کے جس کی طرف وہ رسالہ منسوب ہے مدرسہ قادریہ میں پہنچا اس کے پہنچنے سے جو ماجرا پیش آیا احقر الطالبہ عبدالصمد سہوانی کچھ اس میں سے ان کی خدمت عالی میں خصوصاً اور مخالفین اور موافقین کی خدمات عالیہ میں عموماً گزارش کرتا ہے کہ اہل سنت و جماعت بہت خوش اور ممنون منت ہوئے اور کہا کہ اس رسالہ کی شہرت سے بڑا فائدہ حاصل ہوا وہ یہ کہ ہر خاص و عام پر بخوبی ظاہر ہو گیا کہ حضرات نجدیہ کو از ابتدا تا انتہا نہ خوف خدا ہے نہ خلق سے شرم و حیا و رش و آئین ان کی صرف مخالفت عقل و دین ہے اقوال باطلہ کبراء و قدما و نجدیہ کے کہ جس کا اہل سنت و جماعت کی طرف سے بکرات و مرات رد و ابطال قرار واقعی ہو کر ان کا اسکاٹ ہو گیا ہے انہیں اقاول و باطلیل مردودہ کو وجوہ و دلائل رد و ابطال سے چشم پوشی اور دیدہ و شنیدہ کو نادیدہ و ناشنیدہ کر کے کچھ جھوٹ اپنی طرف سے ملا کر کہ دعویٰ کو دلیل سے مناسبت نہیں ہوتی شائع کرتے ہیں اس رسالہ میں سوائے اقوال مردودہ و مجروحہ و مقبوحہ کے ایک نے بات کہ ابھی تک حضرات نجدیہ کی تحریروں میں دیکھی نہیں گئی تھی اس کا پہلے لکھنا مناسب ہے وہ یہ کہ دوسرے اور تیسرے صفحہ میں لکھا ہے ثالث دلیل یہ ہے کہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے۔ "ان الله خلق سبع ارضين في كل ارض آدم كآدم و نوح كنوح و ابراهيم كا ابراهيم و نبي كنبيكم" چنانچہ یہ حدیث شریف فتح الباری شرح صحیح البخاری اور تفسیر درمنثور اور شعب

الایمان وغیرہا میں موجود ہے پس اس صورت میں امکان مثل کیا بلکہ سات موجود و متحقق عالم میں ہے انتہی۔ میاں امیر حسن اپنے پیشوایان احیا جناب مولوی ڈپٹی الکلیٹر امداد العلی صاحب اور مولوی نذیر حسین صاحب اور مولوی بشیر الدین صاحب اور مولوی صدیق حسن صاحب وغیرہم ارباب تصنیف سے استفسار فرمادیں کہ قول شاذ غیر معصوم کو وہ بھی منقول کتب غیر صحاح سے اور ایسا جس میں کہ اہل فن نے ہر طرح کا کلام کیا ہو دلیل مسائل اعتقاد یہ کے ٹھہرانا عقل و دین کے موافق ہے یا مخالف قسطلانی نے شرح صحیح بخاری میں بعد نقل روایت ابن جریر اور حاکم و بیہقی کے اور بعد نقل مقولہ بیہقی کے اسنادہ صحیح الا انہ شاذ بمرۃ لا اعلم لابی الضحیٰ علیہ متابعا لکھا ہے ففیہ انہ لایلزم من صحة الاسناد صحة المتن کما هو معروف عند اهل هذا الشأن فقد يصح الاسناد و يكون في المتن شذوذاً و عله تقدر في صحته مثل هذا لا يثبت بالحديث الضعيف و قال في الهداية و هذا محمول ان صح نقله على ان ابن عباس اخذه من الاسرائيليات انتهى و على تقدير ثبوته يحتمل ان يكون المعنى ثم من تقيدي به مسمى بهذه الاسماء هم رسل الرسل الذين يبلغون الجن عن انبياء الله و يسمى كل منهم باسم النبي الذي يبلغ عنه انتهى۔ اور سخاوی نے مقاصد میں لکھا ہے قال ابن كثير بعد غروہ لابن جرير بلفظ في كل ارض من الخلق مثل ما في هذه حتى آدم كادكم و ابراهيم كابر اهيكم فهو محمول ان صح نقله عنه۔ ای عن ابن عباس على انه اخذه من السرائيليات و ذلك و امثاله اذا لم يخبر به و يصح سنده الى معصوم فهو مردود على قائله انتہی۔ اور ایسا ہی ملا علی قاری نے رسالہ موضوعات میں لکھا ہے اور سیرت حلبی میں بعد نقل

روایت کے لکھا ہے رواہ الحاکم فی المستدرک و قال صحیح الاسناد و قال البہیقی اسنادہ صحیح لکنہ شاذ بالمرۃ ای لانہ لایلزم من صحت الاسناد صحت المتن فقد یكون فیہ مع صحت اسنادہ ما یمنع صحته فهو ضعیف قال الجلال السیوطی رحمہ اللہ و یمکن ان باول ان المراد بہم النذر الذین کانوا یبلغون الجن عن انبیاء البشر و لایبعد ان یسمی کل منہم باسم النبی الذی یرسل عنہ هذا کلامہ رحمہ اللہ و حینئذ کان لنبینا صلی اللہ علیہ وسلم رسول من الجن باسمہ کاسمہ و لعل المراد اسمہ المشہور فلیتأمل انتہی۔ اور ایسی ہی دوسری بہت کتابوں میں ہے بنظر اختصار اور کافی ہونے اس قدر کے کہ منقول ہوا اور بھی حاضر نہ ہونے بعض کتابوں کے اس وقت اسی قدر پر اقتصار کیا گیا اصل ماجرا یہ ہے کہ چند سال پیشتر مولوی نذیر حسین صاحب ضلع بلند شہر میں بتقریب دورہ وارد ہوئے اور عوام کو بہکایا اور سمجھایا کہ حدیث شریف سے موجود ہونا امثال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ثابت ہے جب یہ خبر وہاں مشہور ہوئی اہل علم نے حال اس حدیث کا ان لوگوں سے بیان کیا انہوں نے مولوی نذیر حسین صاحب سے کہا مولوی صاحب نے سن کر سکوت کیا چنانچہ اس قرب زمان میں مجموعہ رسائل و فوائد جولاہور میں مطبوع ہوا اس میں بھی اشارہ اس مطلب کی طرف ہے اور اس مجموعہ کو میاں امیر حسن اور ان کے پیشواؤں نے یقینی دیکھا افسوس کہ باوجود تنبیہ منہیین کے بھی متنبہ نہ ہوئے اور موافق آئیں تحدیث کے قول مجروح کو پھر پیش کیا اور عجب ہے ان حضرات سے کہ باوجود اطلاع کے اس رسالہ کی اشاعت میں سرگرم ہیں لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اب بنابر زیادہ فائدہ کی قدری تفصیل حال اس جواب کی لکھی جاتی ہے تاکہ معلوم ہو کہ یہ استدلال حضرات کا بوجہ متعددہ محض بیجا ہے۔

اولیہ کہ مائتہ مسائل میں لکھا ہے بعض مردم بجواز عرس دلیل آرند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال برائے زیارت قبور شہداء رفتہ اند جو ابش اینکہ اول این حدیث از صحاح نیست کہ محل سخن نباشد بلکہ ازان کتب است کہ در ان کتب احادیث ہر قسم صحیح و حسن و ضعیف بلکہ موضوع ہم یافتہ می شود و کمانقل السیوطی عن ابن جریر الی ان قال در کتاب ابن جریر احادیث ہر قسم موجود اند مع ہذا نزد محدثین این حدیث متصل الاسناد مرفوع ہم نیست بس نزد ایشان صحیح نباشد و قتیکہ یقین بر صحت ایشان نشد در مقام استدلال بر جوازشی و عدم آن آوردن نشاید انتہی۔ مقام فکر ہے کہ جب حضرات نجدیہ کے نزدیک ہونا حدیث کا غیر کتب صحاح میں مانند کتاب ابن جریر وغیرہ کی اور مرفوع متصل الاسناد نہ ہونا موجب بے اعتمادی روایت کا ہے باب اعمال میں باوجود اس کے باب عقائد میں تفسیر در منشور سیوطی اور شعب الایمان بہیقی اور فتح الباری ابن حجر سے ایسی روایت پیش کرنا جو کتب صحاح میں نہیں ہے اور نہ حدیث مرفوع متصل الاسناد بلکہ اثر موقوف وہ بھی شاذ اور متکلم فیہ اور اس کو دلیل مسائل اعتقاد یہ کی ٹھہرانا اور اس پر خوش ہونا اور جوش و خروش کرنا اور عوام کو بہکانا عقل و دین کے تو مخالف ہے مگر ظاہراً حضرات نجدیہ کے نزدیک واسطے تائید مذہب کے جائز و مستحب بلکہ واجب ہے ثانیاً یہ کہ قطع نظر تصریحات کبراء حضرات نجدیہ سے بقول صاحب رسالہ مثل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جس کا امکان و امتناع متنازع فیہ ہے عبارت ہے مماثل آجناب سے انسانیت اور دیگر صفات کمالیہ میں سوا اس روایت سے جس میں صرف لفظ فی کل ارض آدم کا آدمکم و نوح کنوحکم و نبی کنبیکم کا وارد ہوا ہے قطع نظر کلام ائمہ فن سے بر تقدیر صحت کے بھی مماثلت متنازعہ فیہا کیونکر ثابت ہوگی تشبیہ کے واسطے مشابہت ایک وجہ کی بھی کفایت کرتی ہے مماثلت ماہیت اور دیگر صفات کمالیہ میں کب ضروری ہے۔

ثالثاً یہ کہ کلام صاحب رسالہ کا محض خطبہ ہے قطع نظر اس امر سے کہ داعی مذہب نجدیہ مولوی اسماعیل صاحب اور مکمل مذہب نجدیہ یہ مولوی حیدر علی صاحب نے تصریح ممتنع بالغیر ہوتے مثل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کردی ہے خود صاحب رسالہ شروع بحث میں ثبوت ممکن بالذات و ممتنع بالغیر ہونے مثل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زلائل قاطعہ و براہین ساطعہ سے مدعی ہے اور اسی دعویٰ کے مدلل بدلائل عقلیہ و معطل براہین نقلیہ کرنے کی لئے یہ چند خط بنام دلیل کے پیش کئے سو اسی صفحہ میں وہ سب بھول گیا صاف بلا تردد و بلا تاثر موجود و متحقق ہونا امثال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لکھ دیا شاید ان حضرات کی علم میں ممتنع بالغیر موجود و متحقق کو کہتے ہیں۔

رابعاً میاں امیر حسن کی خدمت عالی میں عرض ہے کہ نسخہ ایضاح الحق مطبوعہ میرٹھ کی حاشیہ پر سب سے آخر ایک سوال جواب بے نام لکھا ہے اور سوال میں زید کے مقولہ میں لکھا ہے و ہر کہ اعتقاد بامکان وقوع مثل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم من غیر مانع سمعی یا اعتقادی وقوع آن دار کافر است بلاشبہ انتہی ان کے نزدیک قول زید کا مردود ہے یا قول زید کا حق اور اس کی بموجب صاحب رسالہ اور اس رسالہ کی صحیح اور مردوح اور راضی اور پسند کرنے والے اس کے کافر ہیں بلاشبہ اور انہوں نے جس جس کو یہ رسالہ بھیجا یا جس جس کے سامنے اس رسالہ کی تعریف کی خصوصاً وہ لوگ کہ ان کی مدح و تعریف اور تصحیح کے سبب سے معتقد حقیقت اس رسالہ کے ہوئے ہوں ان سب کو متنبہ کر دینا کفر صاحب رسالہ سے لازم ہے یا نہیں اور اس شق پر کہ آپ کے نزدیک قول زید مردود باطل ہو اور قول صاحب رسالہ حق زید مردود کو اگر آپ کا قرین یا قریب آپ کے شیعہ و اتباع سے ہو مطلع فرمانا اس کے ضلال و بطلان سے مناسب ہے یا نہیں یہ حال ہے نئی دلیل کا اب باقی دلیلوں کا حال سننا چاہئے۔

تو اول دلیل نقلی یہ ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ او لیس الذین خلق السموات والارض بقادر علی ان یخلق مثلهم بلی وهو الخلاق العلیم انما امره اذا اراد شئاً ان یقول له کن فیکون قاضی ناصر الدین بیضاوی انور التزویل میں تحت اس آیت کے فرماتے ہیں او لیس الذی خلق السموات والارض مع کبر حرمهما و عظم شانهما بقادر علی ان یخلق مثلهم فی الصغر و الحقارة با الاضافة الیهما او مثلهم فی اصول الذات و صفاتها وهو المعاد الی اخر عبارة التفسیر اور بعد عبارت تفسیر کے لکھا اور مثل آفتاب ظاہر ہے کہ ضمیر جمع مذکر غائب لفظ مثلہم میں راجع ہے طرف جمع معوثین فی المعاد کے پس دو حال سے خالی نہیں کہ مثل ان کا تحت آیت مندرج ہو گا یا نہیں تقدیر ثانی باطل ہے کما لایخفی اور بر تقدیر اول مطلب حاصل ہے۔ چنانچہ واقفین پر مخفی نہیں ہے۔

قالوا دعوی ممکن بالذات و ممتنع بالغیر ہونے مثل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں بمعنی متنازع فیہ لانا اس آیت کریمہ اور عبارت تفسیر بیضاوی کا بنام نہاد دلیل کی نہایت نادانی ہے کیونکہ حسب تصریح تفسیر عبارت کی اس آیت کریمہ میں بیان ہے معاد کا اور قدرت اعادہ مخلوق کا بعد موت کی اسی واسطے فرمایا وهو المعاد پس اس آیت و تفسیر سے قادر ہونا حق تعالیٰ کا اعادہ مخلوق پر بعد فنا کے ثابت ہوا اسی کا نام معاد ہے کہ مخلوقات بعینہا بعد فنا و عدم کی حق تعالیٰ کی قدرت سے موجود ہوں گے جیسا کہ کتب کلام میں بصریح مذکور ہے پھر اس سے ہرگز امکان برابر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صفات مختصہ غیر قابلة الاشتراك و التعدد میں ثابت نہیں ہو سکتا لفظ مثل کا منحصر مشارک کمالات مختصہ میں نہیں ہے لانا عبارت تفسیر کا دلیل ہے۔ نہایت نا فہمی معانی الفاظ عربیہ کی شاید کہ صاحب رسالہ اور اس کے مقتدیوں کے نزدیک

معاد ممتنع بالغیر ہے کہ واقع نہ ہوگا اور نام ہے قدرت اشخاص مغائرہ موجودات کے پیدا کرنے کا اگر یہ عقیدہ ہے تو ایمان حقیقت معاد پر کہ وقوع و تحقق اس کا یقینی و قطعی ہے ان کو حاصل نہیں غرضیکہ عبارت تفسیر اور آیت کریمہ دلیل امکان مشارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان اوصاف میں کہ بداہتہ غیر قابلہ الاشتراک میں جو اصل بحث متنازع فیہ ہے کہ اہل سنت ممتنع ذاتی اور نجد یہ ممکن ممتنع بالغیر کہتے ہیں ہرگز کسی طرح نہیں ہو سکتی کہ معاد نہ ممتنع بالذات ہے نہ ممتنع بالغیر ہے۔

قولہ ثانی دلیل یہ کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ دوسرے مقام پر ارشاد فرماتا ہے ”وان من شیء الا عندنا خزائنه و ما ننزله الا بقدر معلوم“ پس لفظ شیء یہاں پر عام ہے اور شامل ہے ہر ممکن کو الی قولہ پس خزانے امثال رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی جناب باری کے پاس موجود ہوں گے انتہی۔

قالوا اولاً اس کلام میں نہایت ناہنہ ظاہر کی وہ یہ کہ لفظ شیء کا شامل ہونا آنحضرت کو بھی بیان کر کے اس پر تفریع کی کہ پس خزانے امثال رسول خدا کے بھی جناب باری کے پاس موجود ہوں گے فقط حالانکہ لفظ شیء کے عام ہونے پر یہ تفریع صحیح نہیں ہو سکتی ہاں اگر مثل متنازع فیہ کاشی ہونا ثابت کرتا تو البتہ کہہ سکتا تھا کہ پس خزانے امثال رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی جناب باری کے پاس موجود ہوں گے اور ثانیاً یہ کہ تفسیر مظہری میں جو مستند ہے حضرات نجدیہ کے لکھا ہے وان من شیء الا عندنا خزائنه ای ما من شیء خلقنا الا نحن قادرون علی اضعاف ما وجد منه من جنسہ کونہا فضرِب الخزائن مثلاً لاقتدارہ و شبہ مقدوراتہ بالاشیاء المخزونة التی لایحتاج فی اخراجہا الی کلفة الخ اس عبارت سے ظاہر ہے کہ ہشی کی خزانہ اللہ کے پاس اس شیء کی جنس سے ہیں

پس مشارکات جنسیہ کا مقدور ہونا ثابت ہوا نہ امثال کا اس معنی کر کہ متنازعہ فیہ ہے۔

قولہ اما برہان عقلی پس بیان اس کا یہ ہے کہ مثل آنحضرت کا عبارت ہے مماثل
آنجناب سے انسانیت اور دیگر صفات کمالیہ میں پس منشاء اس امتناع کا یا امتناع اشتراک
انسانیت ہے بین الاثنین پس وہ صریح البطلان ہے اس واسطے کہ شریک آنحضرت کے انسانیت
میں الوف الوف افراد انسان بالفعل موجود ہیں اشتراک بین الاثنین کیونکر ممتنع ہوگا یا امتناع
اشتراک صفات کمالیہ بین الاثنین سو وہ بھی باطل ہے اس لئے کہ اللہ جل و جلالہ قادر تھا قبل وجود
جناب رسالت ﷺ اعطاء ان صفات پر اور شخص کو اور یہ مثل آفتاب کے روشن و درخشان ہے
محتاج بیان نہیں اور جب قادر تھا پروردگار عالم اعطاء مذکور پر تو اعطاء مذکور ممکن تھا و الممكن
ممکن دائما و الایلزم الانقلاب من الامکان الذی الی الامتناع الذاتی و
الوجوب كذلك و هو محال پس مثل مذکور ممکن ہوگا و ہوا المطلوب انتہی۔

بلفظ قالوا یہ برہان ہدیان بین البطلان ہے کہ جس کی تقریب تمام نہیں دعویٰ تو امکان
مماثل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے انسانیت و دیگر صفات کمالیہ میں اور شق ثانی میں بھی لفظ
امتناع اشتراک صفات کمالیہ بین الاثنین کا موجود پھر اس کے بطلان کی جو دلیل بیان کی صرف
مقدوریت اعطاء ان صفات کے اور شخص کو قبل وجود باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور
ممکن ہونا اعطاء مذکور کا بیان کیا حالانکہ یہ متنازعہ فیہ نہ تھا اور نہ اس سے بطلان امتناع اشتراک
صفات کا لازم ہوا امکان عطاء ہونے ان صفات کا قبل وجود آنحضرت کے اور شخص کو اور چیز ہے
اور امکان اشتراک ان صفات کا بین الاثنین اور چیز ہے تقدیر اول میں جو وہ صفات اور شخص کو مل
جاتی تو آنحضرت ان صفات سے محروم رہتے اور تقدیر ثانی پر متحقق ہونا ان صفات کا اس شخص میں
بھی جو قبل آنحضرت کے موجود ہوتا اور ان حضرت میں جو بعد کو موجود ہوئے ضرور تھا کہ اسی کا

نام اشتراک ہے اور یہی مراد مماثلت متنازعہ فیہا سے ہے اب ہم شق ثانی دلیل کو اختیار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ منشاء امتناع مماثل آخضر صلی اللہ علیہ وسلم کا صفات کمالیہ میں امتناع اشتراک بعض صفات کمالیہ کا ہے بین الاثنین کہ وہ صفات بنفس مفہومہا الی بین اشتراک بین الاثنین سے دائما قبل وجود باوجود کے بھی اور بعد اس کے جیسے مثلاً وصف خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کہ معنی اس کے فرد اخیر جمع انبیاء کے ہیں پس مشترک ہونا حقیقت اس وصف کا بین الاثنین نفس مفہومہ باطل ہے کیونکہ اگر قبل وجود باوجود آخضر صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ صفت اور میں فرض کی جائے تو آخضر میں متصور نہیں ہو سکتی چہ جائے کہ موصوف بصفہ خاتم النبیین ہوں ورنہ وہ شخص مقدم فرد اخیر جمع انبیاء کا نہ رہے گا۔ و قد فرضناہ خاتما ہذا خلف اور اگر آخضر صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ صفت فرض کی جائے جیسا کہ واقع میں بھی ہے تو وہ شخص قبل والا فرد اخیر جمع انبیاء کا نہیں رہے گا و ہو خلاف المفروض پس در صورت اشتراک اس وصف کے ہر واحد میں متقدم و متاخر سے ہر ایک میں یہ وصف موجود ہے اور مقدم بھی و هذا هو من مصادیق مفہوم اجتماع النقیضین فیمنع امتناعا عقلیا و يستحل استحالة ذاتیہ یا ضرورۃ پس اس شق میں کسی طرح انقلاب امکان سے طرف امتناع کے لازم نہیں ہے منشاء غلطی متدل مدعی امکان مماثل آخضر صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ہے کہ امکان عطاء ان صفات کو قبل آخضر صلی اللہ علیہ وسلم کے اور امکان اشتراک کو ایک سمجھتا ہے حالانکہ بنظر عقل کے ممکن ذاتی تھا کہ حق تعالیٰ قبل آخضر کے اور شخص کو موصوف بصفہ خاتم النبیین کر دیتا اور آخضر کو نہ پیدا کرتا یا بعد پیدا کرنے کے نبی نہ کرتا یہ سب کچھ ممکن تھا اور ممکن بنظر عقل کے دائما ممکن ذاتی ہے امکان امتناع ذاتی اور استحالہ عقلی مجوٹ عنہ نہیں ہے تاکہ اعراض انقلاب کا پیش ہو سکے اس کے امکان سے اشتراک وصف خاتم النبیین بین الاثنین ثابت نہیں ہوا تاکہ

امکان مماثل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا متفرع ہو سکے پس دلیل مدعی امکان کی ناتمام اور تفریع امکان مثل کی اس پر خیال خام ہے۔

قولہ دوم یہ کہ اللہ جل جلالہ قادر تھا اعطائے صفات مذکورہ پر قبل وجود رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اعطائے مذکور ممکن تھا کما مرانفا پس اگر اب ممتنع ہوگا تو دو حال سے خالی نہیں یا یہ امتناع عائد وراجع ہوگا طرف ذات مقدور کے یا طرف قدرت اللہ جل جلالہ کے بر تقدیر اول۔ لازم آئے گا انقلاب امکان ذاتی سے امتناع ذاتی کی طرف و بطلانہ عنی عن موتہ البیان فصلا عن اقامہ البرہان اور بر تقدیر ثانی لازم آئے گا انتقال قدرت سے عجز کی طرف و هو ایضاً بین الاستحالة الخ۔

قالو امّا ل اس دلیل کا بھی مآل دلیل اول کا ہے صرف لزوم انقلاب کے ساتھ لزوم عجز کا بھی بڑھا دیا ہے اور جواب اس کا بھی وہی ہے جو اوپر گذرنا کہ اعطائے صفات مذکورہ کا قبل وجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور کو جو ممکن تھا وہ بیشک دائماً ممکن ہے اگر اس کو محال کہ آجائے تو البتہ انقلاب و عجز لازم ہوگا اور اعطائے صفات مذکورہ کا قبل آنحضرت کے اور کو اور چیز ہے اور شریک ہونا دو شخص کا وصف خاتم النبیین میں اور چیز ہے کہ یہ قبل بھی ممتنع تھا اور بعد بھی ممتنع ہے تمام ہوا جواب دلائل کا اور بعد ذکر دلائل کے جو صاحب رسالہ نے تطویل لا طائل کی ہے اس کا جواب بھی ماسبق سے ظاہر ہے اور صاحب رسالہ نے جیسا کہ اظہار خطاء و خطی و لفظ طرف مقابل میں اصرار کیا اور تضييع اوقات کی ہے ایسے ہی اپنی خطائے عقلی و فکری کے اظہار میں بھی کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا کہ تمام رسالہ اس سے مالا مال ہے جسے کچھ لکھا جاتا ہے۔

قولہ اصل اس قصہ کی یہ ہے الی ان قال اس سقاہت شعار نے کچھ جواب دینے کا قصد کیا مولوی صاحب نے اس سے کہا کہ تم کو کیا سلیقہ مولوی سدید الدین خاں سے اور ہم سے

ایک مجلس منعقد کر اگر گفتگو کرادو تو حال بخوبی معلوم ہو جائے گا اور اس مجلس میں مولانا مولوی نذیر حسین صاحب و مولوی محمد قاسم صاحب وغیرہما ہوں بعد ازاں اس شخص نے کچھ جواب نہیں دیا نہ کچھ خبر بیان کی انتہی۔

بلفظ قالو ایہاں سے ظاہر کہ صاحب رسالہ اور اس کے استاد قدس سرہ میاں محمد عمر کو سفیہ اور جاہل اور بے شعور جانتے تھے اور ان کے استاد قدس سرہ نے ان کو قابل خطاب والتفات کے نہ سمجھا اور مولوی سدید الدین خاں صاحب سے گفتگو کا حوصلہ کیا کہ ان کو ایسا اعلیٰ با مثل سمجھا لائق میاں محمد عمر سے علم میں بڑا اور اچھا سمجھا اور مولوی سدید الدین خاں صاحب کے رسالہ کے دیکھنے کا بھی اقرار ہے مقتضائے عقل و حمیت یہ تھا کہ مولوی سدید الدین خاں صاحب کے رسالہ کا جواب لکھتے اور اس کے رسالہ کا کہ جس کو جاہل غبی اور بے شعور کہتے ہو جواب لکھنے سے آپ کو ناظرین کی نظروں میں ذلیل و خفیف نہ کرتے یہاں سے ظاہر ہے کہ مولوی سدید الدین خاں صاحب کے رسالہ کا جواب نہ لکھ سکے اور ایک جاہل بے شعور غبی کے جواب لکھنے پر آمادہ ہوئے اور وہ جو لکھا ہے کہ مولوی صاحب نے اس سے کہا کہ تم کو کیا سلیقہ ہے الی قولہ پھر اس شخص نے کچھ جواب نہ دیا نہ گر کچھ خبر بیان کی انتہی۔ بر تقدیر صدق حکایت کے بے التفاتی مولوی سدید الدین خاں صاحب کے میاں امیر احمد سے گفتگو میں بیجا نہیں ہے جو نسبت میان امیر احمد کو ان کے زعم میں میان محمد عمر سے ہے وہی نسبت مولوی سدید الدین خاں صاحب کو میان امیر احمد سے واقع میں ہے ہر ذی علم جانتا ہے کہ میان امیر احمد کے استاد اور استاد کے پیشواؤں اور مقتداؤں احباء سے کسی کو مولوی سدید الدین خاں صاحب کے تلمذ کی بھی قوت و لیاقت نہیں ہے کہ مولوی سدید الدین خاں صاحب نے جو کتب دقیقہ فنون مروجہ کی بارہا ذکر کیا کو سمجھا کر بے تکلف پڑھاتے ہیں ان حضرات کو ان کتابوں کے مطالب سمجھانے سے بھی سمجھنا مشکل ہے

اور وہ جو مولوی سدید الدین خاں صاحب کے رسالہ کی نسبت کلام کیا ہے اس کا حال مولوی سدید الدین خاں صاحب کے رسالہ کے دیکھنے سے معلوم ہوگا۔

قولہ یا دخول کافر کا جنت میں ممکن بالذات ہے حالانکہ مستلزم ہے کذب واجب کو کہ متمتع بالذات ہے الخ۔

قالوا اس عبارت میں کذب واجب کو متمتع بالذات لکھا اور تہذیب رسالہ میں بہت تعریف کی رسالہ یکروزی کی تصنیف ہے۔ ان کے مولیٰ جبریل محمد اسماعیل کی اور اپنے مولیٰ کی تعریف میں لکھا جناب بحر ذار علوم عقلیہ و نقلیہ منبع صفات ملکئہ و انبیہ حسنہ من حسنات سید المرسلین اور بے دیکھے نے تعریف سے آپ کو رسوا کیا یا دیکھے نے کونا دیدہ و ناشنیدہ کیا اور اس رسالہ یکروزی میں ان کے مولیٰ نے یہ لکھا ہے۔

اقول اگر مراد از محال متمتع لذاتہ است کہ تحت قدر الہیہ داخل نیست پس لاسلم کہ کذب مذکور محال بمعنی مسطور باشد چہ عقد قضیہ غیر مطابقہ للواقع و ایفائے آن بر ملائکہ و انبیاء خارج از قدرت الہیہ نیست والا لازم آید کہ قدرت انسانی از بدار قدرت ربانی باشد چہ عقد قضیہ غیر مطابقہ للواقع و ایفائے آن بر مخاطبین در قدرت اکثر افراد انسانی است بکذب مذکوراری منافی حکمت اوست پس متمتع بالغیر است الی آخرہ صاحب رسالہ نے کذب واجب کے متمتع بالذات ہونے کا اقرار کیا تمہارے مولیٰ جبریل نے انکار کیا اور بیان میں اس کے بڑا طغیان کیا اور مولوی فضل حق خیر آبادی نے اس کا رد بلوغ کیا اور تمہارے مولیٰ حیدر علی ٹونگی نے کلام الفاضل الکبیر میں استفتاء سادس اور اس کا جواب یہ نقل کیا شخصی اعتقاد دارد کہ کاذب بودن او سبحانه ممکن و مقدور است و بر آن استدلال می کند بہ اینکہ کاذب بودن تحت قدرت افراد انسانیت اگر کاذب بودن تحت قدرت ربانی نباشد زیادت قدرت انسانی بر قدرت ربانی لازم می آید الی آخرہ اس

سوال وجواب کے میں یوں لکھا مراد ازیں شخص اگر فرضی است خارج از بحث ما نحن فیہ است و اگر مراد زید است چنانکہ ظاہر است نظر بصدر عبارت تکفیرات پس می گویم کہ این بہتان عظیم است و افتراف و نسق و نسیم آخرہ۔

دیکھو تمہارے مولیٰ ٹونکی نے اس اعتقاد سے اپنی برائت کی اور تقریر طویل میں کذب واجب کی ممکن مقدور ہونے سے انکار کیا اور بہت برا کہا اور العیاذ باللہ لکھا تم نے اس مباحثہ میں جو کچھ پیش آیا کچھ نہ دیکھا اور نہ سمجھا اور ناحق دخل در معقولات کیا مقتضائے عقل یہ تھا کہ یہ سب ماجرا دیکھ سمجھ کر حوصلہ رسالہ لکھنے کا کرتے اب میاں امیر حسن کی خدمت شریف میں التماس ہے کہ صاحب رسالہ نے جو کذب واجب کے ممتنع بالذات اقرار کیا اور مکلف نجدیہ مولوی حیدر علی ٹونکی نے بھی کذب کے ممکن اور مقدور ہونے پر العیاذ باللہ پر ہے اور یہ دونوں قول مخالف صریح ہیں تمہارے مولیٰ جبریل کے جو رسالہ یکروزی سے منقول ہوا ان دونوں میں کون حق و صحیح ہے اور کون باطل و غلط۔

تو مولوی صاحب قدس سرہ نے فرمایا یہ بات محض غلط ہے مثل آنحضرت ممکن بالذات اور داخل تحت قدرت الہیہ ہے اور انکار امکان کا مخالف ہے اعتقاد سلف صالح اور جمیع اہل اسلام کے الخ۔

قالوا مولوی صاحب قدس سرہ نے جو یہ دعویٰ کیا محض بے سند ہے ان کو منتهی السند و جد امجد جبریل ان کے مولیٰ مولوی محمد اسماعیل کے کلام کی بھی خبر نہیں کہ کیا فرماتے ہیں تفہیمات میں لکھتے ہیں تفہیم من سنہ اللہ تعالیٰ فی خلقہ انہ اذا تم و اواحد درجہ و بلغ غایتها فلا یمن لاحدان یبلغها علی ذلک السنن و سنو ظن غایتها و ذلک سیر عجیب الشان و هو ان الافاة الايجابية الیذیہ کما تقضی تشخص

المفاصل بحث لایمکن ان شارکہ فی غرہ فذلک الفاضۃ التکمیلۃ العودیۃ نقضی تشخص الکمال و تشخص المفاصل علیہ بحسب هذا الکمال الی ان قال حتی وجد سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فاستوطن آخر الدرجات و انشاء من هنالك نشأة بغير تفصیلها و صار ختم هذا الدورة بذلک لایمکن ان یوجد بعده نبی صلوات اللہ علیہم و سلامہ الخ اور مویات اس کے ان کے کلام میں اور بھی ہیں شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوة میں فرمایا ہے و اعلیٰ او اشرف و اتم و اکمل و احسن و اجمل و انمر و اقویٰ و اجمع مر نماید اخلاق و خصال و صفات جمال و جلال خوارج از حد و عد بیرون از حیط ضبط و حصر ذات بابرکات عالی صفات منبع البرکات سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم است کہ ہر چہ در خزانہ قدرت و مرتبہ امکان از کمالات و متصور است ہمہ اور احاصل است انتہی علامہ ابن حجر کی نے منہ مکہ میں فرمایا ہے انہ تعالیٰ خلقہ صلی اللہ علیہ وسلم فی عالم الامر علی اکمل کمال یمکن ان یوجد لمخلوق ثم ابرزه فی عالم الخلق مندرجا فی تلك المراتب فتشرف به لاشرف موبہا انتہی۔

قولہ اور اگر اقامی وجوہ میں مثل خاتمیت و اولیت وغیرہما اشتراک ممنوع بیان ہو تو بھی باطل ہے اس واسطے کہ خاتمیت اولیت وغیرہما مانع اشتراک نہیں اور بالفرض و التقدر اگر مانع ہوں تو عقل بالبداہتہ حاکم ہے اس طرح پر کہ اعطاء ان صفات کا اول میں غیر آنحضرت کو ممکن تھا و الممكن ممکن دایما و الایلزم الانقلاب المستحیل پس ضرور ہے کہ خاتمیت اور اولیت غیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ممکن و جائز ہو پس مثل مذکور ممکن ہوگا و ہوا لمطلوب الخ۔

قالوا حال مانع و آبی ہونے خاتمیت کا اشتراک سے اوپر مذکور ہوا اب حال اولیت کا سنو کہ اول عبارت ہے اس فرد سے جو سابق ہو کل من سواہ پر جس اپنی سے پس جب کہ اولیت میں باعتبار معنی حقیقی کے فردیت اور سبقت علی کل من عداہ من جنسہ معتبر ٹھہرے پس اول نفس مفہومہ الحقیقی الی اور مانع ہے اشتراک سے کہ تعدد اس میں ممکن نہیں تو ضیح میں فرمایا ہے و

تحقیقہ ان الاول عبارة عن الفرد السابق بالنسبة الى كل واحد ممن هو غيره وفى قوله من دخل هذا الحصن او لا يمكن حمل الاول على هذا المعنى هو معناه الحقيقى و اما فى وقوله من دخل او لا فلا يمكن حمل الاول على معناه الحقيقى لان الاول الحقيقى لا يكون متعدد افراد معناه المجارى وهو السابق بالنسبة الى المختلف الخ غرضیکہ فردیت اور سبقت على كل من عده مفهوم اول حقیقی میں معتبر ہے پھر اولیت کو مانع اشتراک نہ سمجھنا محض مکابرہ ہے پس جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم موصوف ہیں مثلاً ساتھ صفت اول النبیین خلقا کے اولیہ حقیقیہ پس اگر مشارک آنحضرت کا اس صفت میں فرض کیا جائے وہ مصداق اجتماع التقییین ہوگا کیونکہ موصوف ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ اس صفت کے منافی ہوگا ثبوت اس صفت کو دوسرے میں اور ثبوت اس صفت کا دوسرے میں منافی ہوگا ثبوت اس صفت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں پس ہر ہر واحد اول بھی ہوگا اور غیر اول بھی ہوگا اجتماع التقییین اور وہ جو کھا کہ اعطائے ان صفات کا غیر آنحضرت کو ممکن تھا و الممكن ممکن دایما و الایلمز الانقلاب المستحیل الى آخره جواب اس کا یہ ہے کہ فی الواقع جو کہ ممکن بالذات ہے دائما ممکن بالذات ہے لیکن کوئی مفهوم ساتھ اپنے نقیض کے ہرگز کبھی ممکن نہیں ہو سکتا مثلاً وجود زید کا ممکن بالذات ہے ثبوت و وجود کا اس کو ضروری نہیں ہے اور ایسے ہی عدم زید مگر وجود زید مع عدمہ ہرگز ممکن نہیں اس واسطے کہ یہ منجملہ مصادیق مفهوم اجتماع التقییین سے ہے پس اسی طرح ممکن ہونا عطاء صفت اولیت کا مثلاً ازل میں غیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہرگز امکان اشتراک اولیت حقیقیہ کا ثابت نہیں کر سکتا پس تفریع امکان مثل آنحضرت کے امکان عطاء ان صفات پر غیر کو ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی امکان جمع وجود زید کو ساتھ اس کے عدم کی تفریع کرے امکان وجود زید پر وہو بدیہی البطالان واضح ہو کہ مقصود اس تحریر سے صرف ذکر بعض ان خطاؤں کا ہے جو رسالہ مصححہ مرسلہ میان امیر حسن میں متعلق اصل بحث کے ہیں اور منازعات خطبہ اور مناقشات لفظیہ اور خطیہ قابل التفات نہیں۔

تنبیہ

تذیب میں لکھا مخفی نہ رہے کہ اعتقاد جمیع صحابہ و تابعین و تبع وائمہ مجتہدین اور تمام علماء دین بلکہ کافہ مسلمین کا یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مثل نبی پیدا کرنے پر قدرت ہے لیکن پیدا نہیں کرے گا اور مثل مذکور ممتنع شرعی ہے عقلی نہیں اور کسی شخص کو اس میں خلاف نہیں تھا انتہی ملخصاً۔

قالوا ادعاء محض بے سند بے جا اور حکم افزا میں ہے یہ دعویٰ جو کیا اس کی سند لانا ضروری تھا اور اس کی تکذیب اور بے علمی ثابت ہوتی ہے امام فخر الدین رازی کے قول سے تفسیر کبیر میں جس کا صاحب رسالہ نے بھی بے محل نام لیا ہے وہ قول یہ ہے اما علی قولنا فہو محمول علی ان اللہ تعالیٰ هل قضیٰ بذلك و علم وقوعہ فانہ ان لم یقض بہ و لم یعلم وقوعہ کان و لك محالاً غیر مقدور لان خلاف المعلوم غیر مقدور انتہی اور ایسا ہی تفسیر نیشاپوری میں ہے اور بعد اس کے لکھا حتی کہ حضرت راس الاولیاء قطب الکملاء خواجہ عارف منیری نے جن کے فضائل و مناقب کتاب اخبار الاخیار وغیرہ سے ظاہر ہیں اپنے مکاتی میں ترقیم فرمایا کہ اگر خدا خواہد صد ہزار کس در یک ساعت چون محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیدا کند انتہی۔

قالوا یہاں آئین نجدیت کو جاری کیا مولوی فضل حق صاحب کے شاگرد نے اس کا جواب ثانی و کافی رد تحریر مولوی حیدر علی میں لکھا ہے اور وہ مولوی حیدر علی کے پاس پہنچا اور انہوں نے کچھ جواب نہ دیا پھر اس کو صاحب رسالہ نے پیش کیا خلاصہ اس رو کا یہاں لکھا جاتا ہے کہ دعویٰ حضرات نجدیہ کا یعنی امکان مشارک و برابر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ختم نبوت وغیرہ میں جو متنازعہ فیہ ہے۔ اس عبارت مکتوب میں مذکور نہیں ہے پس استدلال ان کا اس عبارت سے نادرست ہے صاحب مکتوب نے وجہ تسمیہ میں ذکر صفت ختم نبوت کا نہیں کیا جیسا کہ نجدیہ کے دعویٰ میں ہے بلکہ اس قول میں صرف مقام قاب قوسین کا ذکر کیا ہے جو مانع اشتراک نہیں

ہے جواب استدلال کا کلام خواجہ عارف منیری قدس سرہ سے ہو گیا اب کچھ نیرنگی اور رنگارنگی لباسین نجدیہ کے کہ قابل تماشا ہے لکھی جاتی ہے لباس اول نے تحقیق الفتویٰ کے جواب میں یہ لکھا ہے اس مکاتب حقائق اسالیب کہ زیادہ از پانصد سال بران گذشتہ و شائع و ذائع در تمام ہندوستان دوست گردان سالکان طریقت و عالمان شریعت از اولیاء کرام و علماء عظام ست و درین مدت ممتد ہزاران ہزار و بعید و شمار از ہر دو گروہ حق پر شدہ این خط را مطالعہ فرمودہ اند لیکن احدی بران گرفت نکرده و متفہمی و در حرف گیری آن نفسی برنیاوردہ درمی زندہ پس گویا اجماع سکوتی از ہر دو طایفہ علیہ بران واقع گشت انتہی۔

اس لباس نے دو پردہ رکھے ایک تمام ہندوستان دوسرا لفظ گویا کا لباس مستور نے حاشیہ ایضاح الحق مطبوعہ میرٹھ پریوں لکھا و قد صرح بہ العارف المنیری فی مکاتیبہ و لم سکر علیہ احد و صار اجماعاً سکوتی انتہی گویا کا قصار کر دیا اور ذکر تمام ہندوستان یا زمانہ کا نہ کیا لباس ثالث محض برہمنہ اور بے پردہ ہو گیا اور لکھا اور جتنے علماء صلحاء اس زمانہ میں تھے سب نے اس کوتلفی بالقبول کیا اور کسی نے اس پر تکیہ نہیں کیا و صار اجماعاً سکوتی انتہی۔

اول حقیقت اجماع کی سمجھنا چاہئے تنقیح میں لکھا ہے و هو اتفاق المجتہدین من امة محمد صلی اللہ علیہ فی عصر علی حکم شرعی الخ اور تلوتح میں لکھا ہے و عرف بلام الاستغراق احترازاً عن اتفاق بعض مجتہدی عصر انتہی پھر تنقیح میں لکھا و البحث ہنا فی امور الاول فی رکنہ و هو الاتفاق و العزیمۃ فیہا ن تلبست ذلك اما بالتکلم منهم او بعلمهم و الخصۃ ان یکلم العض و یعمل و یسکت البقون بعد بلوغ ذلك الیہم و قضی مدۃ المأمل انتہی اور بھی لکھا ہے اما الثالی و فی اہلیہ من ینعقد بہ الاجماع و ہی لكل مجتہد لیس فیہ فسق و لا بدعہ انتہی میاں امیر حسن اس عبارت کا تنقیح اور تلوتح میں ہونا اور اس کے معنی کسی ذی علم سے دریافت کر لیں اور اخبار الاخبار میں بھی دیکھیں کہ عارف قدس سرہ کو مشاہیر مشائخ ہندوستان سے لکھا ہے نہ مجتہد اور مکاتیب کے نسبت سے لکھا ہے کہ بسیار از آداب طریقت و اسرار

حقیقت در آنجا اندراج یافتہ الخ بعد اس کے بیان کریں کہ دعویٰ اجماع سکوتی کا اس محل میں بیجا ہے یا نہیں اور اس اجماع سکوتی کے واسطے عارف قدس سرہ کا مجتہد ہونا اور جتنے علماء صلحا اس زمانہ میں تھے ان سب کا مجتہد ہونا اور ان سب کو اس کا پہنچنا اور ان سب کا تلفی بالقبول کرنا ثابت کرنا ضروری ہے یا نہیں اور بر تقدیر ثبوت مجتہد ہونے عارف قدس سرہ کے لا اقل فقہا محققین سے ہونے کے میاں امیر حسن کے نزدیک ان کو اہلیت اجماع حاصل ہے یا نہیں بخوف تطویل تھوڑی سی عبارت ایک مکتوب کی بطور نمونہ پیش کی جاتی ہے وہ عبارت میاں امیر حسن کے نزدیک منافی اہلیت عارف مزیری قدس سرہ کے ہے یا نہیں۔

مکتوب نود و سوم جو سماع کے بیان میں ہے خلاصہ اس کا جستہ جستہ لکھا جاتا ہے بعد بہان تاثیر سماع کے لکھا ہے از بیجا بدان ہر کر اغالب بود بروی حب خداوند عزوجل مشتاق بود بہ لقای وی سماع در حق وے محرک است مرسوع وی رامو کد است مر محبت و عشق وے را و بیرون آرنده است آتش سینہ ویرا از نہان گاہ و ظاہر کنندہ است امراحوال شریفہ را از مکاشفات و ملاطفات کہ در حصر نیاید براند ہر کر ازین دولت نصیبی است و ازین نعمت خطی بود و آن احوال شریفہ را بہ زبان صوفیان و جد خواند آنجا سماع حلال بود بلکہ مستحب بلکہ گفتہ اند لازم بود انتہی اور اسی مکتوب میں ہے و در سماع بیت و در مستی حالت احادیث آمدہ است یکی از صد برای دلیل اینجا یاد کنم و آن آنست کہ روایت کردہ شدہ است از انس رضی اللہ عنہ کہ گفت نزدیک رسول بودیم علیہ السلام کہ مہتر جبریل صلوات اللہ علیہ در رسید پس گفت یا رسول اللہ بشارت مر ترا کہ درویشان است تو در آئند در بہشت مثل از اغنیاء بہ پانصد سال و آن نیمروز بود پس آنحضرت رسالت بدین بشارت خوش گشت و گفت در میان شما کس است کہ شعری بہ خواند پس مددی گفت نیست یا رسول اللہ گفت ہات ہات مددے این بیت بخواند:

فلا طیب لہا ولا اراقی

قد لسعت حیاہ الہوی کبدی

فعندہ رقیبی و تریاقی

الا الحبيب الذین شغفت بہ

پس رسول صلی اللہ علیہ وسلم نواجہ کرد و جملہ صحابہ با وی تواجد کردند تا رداء مبارک از دوش مبارک

بیفتا دپس چون فارغ شدند ہر کسی بجای خویش قرار گرفتند معاویہ ابن ابی سفیان گفت چہ نیکو بازی
 شاست یا رسول اللہ فرمود یا معاویہ لیس بکریم من لم یہتر عند سماع ذکر
 الجیب پس رداء مبارک را قیمت کردند بر حاضران بہ چہار صد پر کالہ الخ میاں امیر حسن کے
 نزدیک اس حدیث کا کیا حال ہے اور ایسی احادیث سے استدلال کرنا شان مجتہد کی ہے
 منافی شان اجتہاد ہے اور دوسرے بہت سے مکتوب میں آداب سماع میں لکھا ہے دیگر ادب
 آنست کہ ہمہ سر در پیش انگنند در یکدیگر ننگرند و در میان سماع سخن گویند و آب نخورند و بہ چپ و
 راست ننگرند و دست و سر نجبا نند و بی تکلف پیچ حرکتی نکنند بلکہ چنانکہ در تشہد نماز بہ نشیند بادب بہ
 نشیند و ہم دل با حق سبحانہ و تعالیٰ دارند و منتظر آن باشند تا از غیب چہ قیوح پدید آید بہ سبب سماع و
 چون کسی از غلبات وجد بر خیزد باوی موافقت کنند و اگر دستار ش بیفتد دستار ہا بہ نہند و این ہمہ اگر چہ
 بدعت است و تابعین نقل نکرده اند لیکن نہ ہر چہ بدعت بود نشاید بدعت نیکو ہم باشد چنانکہ امام
 شافعی رحمہ اللہ می گوید جماعت در تراویح وضع عمر رضی اللہ عنہ است و این بدعتی نیکو است پس
 بدعت مذمومہ آن باشد کہ مخالف سنت بود امام حسن خلق و دل مردم شاد کردن در آنچہ شرع را
 زبان نداد و محمود است ہر قومی را عادتے باشد و با ایشان مخالفت کردن در اخلاق ایشان بدخوی بود و
 فتویٰ شرع اینست کہ خالفوا الناس باخلاقہم چون آن قوم بدان موافقت شاد شوند و
 ازین مخالفت متوحش شوند موافقت ایشان سنت بود اما صحابہ کہ از دیدن رسول علیہ السلام
 برنخاستندے آنست کہ وی آن را کارہ بودے و عادت عرب دیگر است و عادت عجم دیگر میاں
 امیر حسن کے نزدیک یہ عبارت منافی اہل بیت اجماع کے ہے یا نہیں اور مکتوبات میں وہ باتیں
 کہ جن کو داعی نجد یہ اور ان کے اتباع بدعت حقیقیہ کہتے ہیں بے شمار ہیں بخوف طول نہیں لکھی
 گئیں۔

قولہ ملا علی قاری نے شرح حصن حصین میں مثل آنحضرت کو ممتنع شرعی لکھا ہے۔ قالوا
 بر تقدیر صحت نقل دعویٰ نجد یہ کا اس سے ثابت نہیں ہوتا اصل دعویٰ اس سے ثابت نہیں ہوتا اصل
 دعویٰ ان کا نفی ممتنع عقلی ہونے کی ہے اور ملا علی قاری کی عبارت میں نفی انتناع عقلی کی نہیں ہے

اور ممتنع شرعی ہونا منافی ممتنع عقلی ہونے کے نہیں کہ ہر ممتنع عقلی ممتنع شرعی ہے علاوہ برین ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں لکھا ہے۔ ہذا و قد قیل کل عام یخص کما خص قوله تعالیٰ و اللہ علی کلی شئیء قدیر بما شاء لحد رانہ و صفاتہ و مالم یشاء من مخلوقاتہ و مایکون من المحال وقوعہ فی کائناتہ و الحاصل ان کل شئیء تعلقت بہ مشیتہ تعلقت بہ قدرتہ الخ قولہ مگر بعد تصنیف رسالہ تقویۃ الایمان مولوی فضل حق خیر آبادی نے فقط اس مسئلہ میں خلاف کیا اور چند ورق بطور رسالہ کے لکھ کر پاس جناب مولانا اسماعیل کے بھیجے۔ جناب مولوی صاحب نے ان کی تحریر کا جواب مسمی بیکروزی ایک دن میں لکھ کر بھیج دیا اور خوب ان کے شبہات کا استیصال کر دیا بعد از ان مولوی فضل حق نے تحقیق الفتوی تصنیف کیا مولوی حیدر علی صاحب ٹونکی نے خوب دھوم دھام سے اس کا جواب لکھا اور دو رسالہ کبیرہ و صغیرہ اس مسئلہ اور دیگر مسائل میں ان کے رد میں تصنیف کئے انتہی ملخصاً۔

قالوایہ تطویل کلام محض واسطے اضلال عوام کے ہے حال اس کا یہ کہ تمہارے مولی اسماعیل نے جو رسالہ بیکروزی تصنیف کیا تحقیق الفتوی میں بخوبی اس کے مفاسد کو باطل کیا کہ پھر تمام عمر تمہارے مولی کو حوصلہ جواب کا نہ ہوا اور بعد موت تمہارے مولی کے بھی سالہا سال تک کسی کو حوصلہ تحقیق الفتوی کے جواب لکھنے کا نہ ہوا بعد مدت دراز مولوی حیدر علی نے ایک رسالہ مختصرہ صغیرہ بنام نہاد جواب تحقیق الفتوی کے لکھا کہ وہ رسالہ بتوسط منشی اظہار حسین صاحب سہوانی کے بدایوں میں پہنچا اور جواب اس کا لکھا گیا کہ بتوسط اہل سہوان کے مولوی حیدر علی کے پاس پہنچا انہوں نے جواب اس کا تو نہ لکھا مگر بعد مدت پھر تحقیق الفتوی کا جواب کبیر لکھا اور اس میں اکثر اعتراضات مولوی فضل حق صاحب سے کلام مولوی اسماعیل پر سکوت کیا چند اعتراضوں کا جواب پریشان دیا مولوی عبدالحق صاحب بن شاہ عبدالرسول صاحب کانپوری تلمیذ مولوی فضل حق صاحب نے اس کا جواب نہایت بسط کے ساتھ لکھا اس کا جواب بھی مولوی حیدر علی یا ان کے اتباع سے سرانجام نہ ہو سکا پھر مولوی عبدالستار نے ایک استفتاء متعلق باقوال مولوی حیدر علی کے مرتب کیا اور بہت علماء راجپور و مراد آباد و دہلی نے اس کے اوپر مہریں ثبت

کیس اور وہ فتویٰ دہلی میں چھپا تب مولوی حیدر علی گھبرائے اور اس کے جواب میں رسالہ کلام
الفاضل الکبیر لکھا کہ اس کے جواب میں رسالہ تبکیت النجدی البقر لکھا گیا کہ میاں امیر حسن اس
سب ماجرا سے بخوبی واقف ہیں اور مولوی حیدر علی کے رسالوں کے جوابوں کو یقیناً دیکھ چکے
ہیں باوجود اس کے پھر ان رسائل مردودہ پر افتخار کرنا عقل سے نہایت بعید ہے باقی خرافات قابل
التفات کے نہیں ہیں یہ قال مقال سن کر ایک شخص نے کہا کہ مجھ کو میاں امیر حسن سہوانی سے
تعجب آتا ہے کہ تصحیح خطی کا رسالہ مرسلہ میں بڑا اہتمام کیا اور اغلاط فاحشہ مطالب سے کہ رسالہ
مالا مال ہے نہ ان کو خبر کہ جن کو رسالہ بھیجا اور نہ صاحب رسالہ کو اعلام کیا گیا۔ ایسے جاہل لا یعقل
بے فہم ہیں کہ کھلی غلطیوں کو نہیں سمجھتے یا ایسے بیدین ہیں کہ دینیات میں دیدہ و دانستہ غلط باتوں
کے شائع و مشہور کرنے میں سعی و کوشش کرتے ہیں اور اس کو اپنا فخر جانتے ہیں دوسرے نے کہا
کہ یہ جائے تعجب اور محل تردد و تردید نہیں کہ میاں امیر حسن نجدیہ سے ہیں اور یہ دونوں باتیں
لوازم نجدیت سے ہیں جس کو دونوں امدوں کا کمال ہے وہ کامل نجدی ہے اور جس کو ایک میں
کمال ہے ایک میں کمال نہیں وہ ناقص نجدی ہے فقط تمام ہوا رسالہ افادات صدیہ رادشکوہ و اہمیہ
نجدیہ اور یہی اس کی تاریخ ہے فقط۔



بالخیر